دو پیغام

(۱)

قومی استقلال کیا ہے؟[1]

یومِ استقلال کے موقع پر میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ قومی استقلال کے معنی یہ ہیں کہ معاشی، صنعتی اور اقتصادی اور دفاعی طور پر ہم اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے ہیں اور ہمیں غیر دفریبیوں یا بیرونی سہاروں کی ضرورت نہیں۔

عقیدہ و فکر کے لحاظ سے استقلال کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اپنے عقائد کو دورِ غلامی کی آمیزشوں سے پاک کر لیا ہے اور فکر کی اپنی اصولی بنیادوں کو مضبوط کر کے دوسروں کی مرعوبیت کے بغیر عالمِ افکار کی تعمیر شروع کر دی ہے۔

تہذیبی و ثقافتی لحاظ سے استقلال کا مفہوم یہ ہے کہ باہر سے تہذیب، معاشرت اور کلچر کا جو تسلط پیدا کیا گیا تھا اس کی زنجیروں کو ہم نے توڑ پھینکا ہے اور اپنی روایت و اقدار اور آئین و آداب کی تجدید کر لی ہے۔

لسانی لحاظ سے استقلال کے معنی یہ ہیں کہ باہر سے کسی غیر زبان کا جو مصنوعی غلبہ ہمارے ذہنوں پر قائم کیا گیا تھا۔ اس کے خلاف بغاوت کر کے ہم نے اپنی قومی زبان کو درجہ اول دے دیا ہے

---

[1] یہ پیغام ادارہ سروش (سیالکوٹ) کو بھجوایا گیا۔

اور تعلیم، سرکاری دفاتر، عدالتوں اور کاروبار کے دائروں میں ہماری اپنی قومی زبان پرچم اڑا رہی ہے اور جہاں کہیں عوام کی آسانی کے لئے ضروری ہے ان کی علاقائی بولیاں بھی کام دے سکتی ہیں۔

اسی طرح تعلیمی میدان میں استقلال کے معنی یہ بھی ہیں کہ ہم نے اپنے نظامِ تعلیم کا نیا ڈھانچہ تیار کر لیا ہے۔ ہم نے اپنے خاص تصورِ خدا اور تصورِ انسان اور تصورِ کائنات کو علوم کی بنیاد بنا کر اور وحی الٰہی کو سب سے بڑا سرچشمۂ علم قرار دے کر اپنا راستہ لادینیت پسند نظاموں سے الگ کر لیا ہے اور ان کے مروج نظریات الحادی کو بالکل اکھیڑ پھینکا ہے۔

سیاسی نقطۂ نظر سے استقلال کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے اپنے ادارۂ سیاست کو ان تصورات سے ہٹا کر جن کو امپیریلیسٹ قوتوں نے قاہری و ساحری سے ہمارے معاشرے پر ٹھونس دیا تھا۔ اب تعمیرِ نو اُن نئی بنیادوں پر کی ہے جن کا نقشہ خدا اور رسولؐ کی تعلیمات نے ہمیں اسلام کی شورائی جمہوریت قائم کرنے کے لئے متعین کر کے دیا تھا۔

دفاعی استقلال کا مقام تب حاصل ہوتا ہے جب نہ تو کسی دشمن کو یہ جرأت ہو کہ وہ ہماری زمین کے کسی ایک انچ پر بھی نگاہ حرص ڈال سکے یا ہمارے کسی ایک فرد پر بھی کوئی زیادتی کر سکے، علاوہ ازیں ہماری قوت اتنی خود اعتمادی دینے والی ہو کہ ہم گفت و شنید کی میز پر اور سفارتی رابطوں میں کبھی دب جھک کر معاملہ کرنے پر مجبور نہ ہوں۔ پھر بھی کہ ہمارا دفاع کسی سپر پاور کی نگاہ ناز کی جنبشوں پر منحصر نہ ہو کہ وہ قرض اور ایڈ دے تو ہم سلامت رہیں، نہ دے یا اس میں کمی کر دے یا کسی مخالف پر زیادہ التفات فرمانے لگے تو ہم اپنے آپ کو خطرے میں محسوس کریں۔

انتظامی لحاظ سے داخلی استقلال اس قوم کو حاصل ہوتا ہے جس کے شہریوں کی جانیں، مال اور آبروئیں محفوظ ہوں، سرکاری محکمے اور دفاتر اور افسر اور دوسرے قومی ادارے رشوت و خیانت کا سلسلہ نہ چلا سکیں، پولیس یا کوئی قوت شہریوں کو نشانہ تشدد نہ بنا سکے، انصاف آسانی سے ملے، مجرم کیفر کردار کو پہنچیں اور تعلیم یا ملازمتوں کے حصول کا دارومدار صرف قابلیت و استحقاق پر ہو، اجارہ داریاں اور مزاحمتیں نہ ہوں۔ مزید یہ کہ ہر شخص کے لئے کفالت کا سامان کیا جا سکے۔

(۲)

جرمنی میں رہنے والے مسلمانوں کے نام

نعیم صدیقیؒ

جرمنی میں رہنے والے بزرگو! بھائیو! بہنو اور بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، اور راہ ہدایت کو پہچان کر اس پر قدم بڑھانے کی توفیق دے۔ انبیاؑ کی بتائی ہوئی یہ ہدایت ابدی سکون اور دائمی راحت ومسرت، یعنی جنت تک پہنچاتی ہے۔

ہماری دنیا کی زندگی ایک خارزار کی طرح ہے جس میں کہیں کہیں کچھ پھول اُمیدوں کو اکساتے ہیں۔ ایک پھول حاصل کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں اور پیروں سے بہنے والے خون کا بہت سا خراج کانٹوں کی خدمت میں پیش کرنا پڑتا ہے۔ کانٹے اس کے جواب میں صرف درد اور کراہیں دے سکتے ہیں۔

گویا یہ زندگی امتحان گاہ ہے، جس کی تاریکیوں میں صرف ایمان کی روشنی کے ذریعے راستہ نکالا جاسکتا ہے۔ اور بہترین اخلاق کی قوت مشکلات کا مقابلہ کرنے میں مدد دیتی ہے۔

لیکن آپ سب کے لیے زندگی اور ایمان کا امتحان بہت سخت ہے۔ کیونکہ آپ کے چاروں طرف جو ملحدانہ تمدن پھیلا ہوا ہے، اس نے بڑی بڑی برائیوں کو بڑے خوبصورت لباس پہنا کر نہایت اعلیٰ میک اَپ کے ساتھ یہ قوت بھی دے دی ہے کہ برائی کی قوت فلسفے، ادب اور کلچر کے ساتھ انسان پر حملہ آور ہو۔

آپ چوطرفہ حملوں کے درمیان گھرے ہیں، اور حملہ آور قوت اتنی دلکش ہے جتنا کسی دھاریوں والی ناگن یا کوڑیالے سانپ کو ہونا چاہیے۔ مگر اس حسن وجمال کے پردے میں زہریلا ڈنک چھپا ہوا ہے۔ لوگوں کی کثرت اپنے آپ کو بدی کی ناگن سے ڈسوا کر اس کی خوبصورتی کی داد دیتی ہے۔ کچھ بیدار دل اور خوش نصیب لوگ اس ناگن کا سر کچل دیتے ہیں یا اس کے زہریلے دانت

ختم کر دیتے ہیں۔

کوئی ایک دین یا نظریہ یا مخصوص نظامِ اقدار و شعائر رکھنے والے ابنائے آدم جب کسی مخالف دین یا نظریے کے تمدن میں گھر جاتے ہیں تو ان کا ایک رویہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مخالف نظام کے سامنے جھک جائیں یا اس معاشرے کے جسم میں ہضم ہو جائیں۔ دوسری شکل یہ ہے کہ وہ خود تو کسی نہ کسی طرح کھڑے رہیں، لیکن نہ وہاں کے مخالف معاشرہ کی غلط ساخت سے اس کے اکابر و عوام کو آگاہ کرنے کی جرأت کریں۔ اور نہ اپنے اہلِ خانہ، اپنی اولادوں اور اپنے ہم خیال اور ہم مسلک افراد کو بیداریٔ ایمان کے ساتھ اپنے تحفظ اور دوسروں کی فلاح و بہبود کے لیے متحرک کریں۔ اس صورت میں زیادہ دیر تک خود اپنے آپ کو بھی سلامت نہیں رکھا جا سکتا۔

ایک خدا پرست مُسلم فرد یا گروہ کا منصب مادہ پرست معاشروں میں یہ ہے کہ وہ اپنے شعورِ خدا پرستی اور اپنے ایمان و اخلاق کو مضبوط کر کے منظم ہوں اور خود بھی، اپنی مستورات کو بھی اور بچوں کو بھی دینِ حق کے علم اور اسلامی اخلاق سے آراستہ کریں۔ اور پھر مادہ پرست معاشرے کے اکابر و عوام کو مناسب طریقوں سے تدریجاً یہ سمجھائیں کہ مادہ پرستانہ زندگی انسان کو دولت، سامان اور وسائل تو دے سکتی ہے، مگر دلی سکون اور پاکیزہ جذبات اور اخلاقی بنیادوں پر قائم ہونے والے انسانی رشتے اور رابطے نہیں دے سکتی، نیز ایسا نظامِ حیات ہر گز قائم نہیں ہو سکتا جس میں حقیقی عدل و توازن پایا جائے۔

آپ سب اپنی اپنی جگہ یہ سمجھیے کہ آپ خدا کے سفیر ہیں اور دینِ حق کے قاصد، جن کو کسی بہانے خدا ناآشنا (سیکولر) تمدنی نظاموں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ آپ خیال کریں کہ خدا کے پیغمبر کیسے کیسے تاریک اور بدراہ ماحول میں تنِ تنہا کھڑے ہو کر دعوتِ حق دیتے تھے۔ اور اکثر اوقات بہت ہی سنگین رویے اپنی اقوام کی طرف سے بھگتتے تھے۔ مگر نہ وہ اور ان کے ساتھی حالات کے دباؤ سے کبھی بدلے اور جھکے اور نہ انھوں نے کام کرنا ترک کیا۔ بس آپ میں سے ہر شخص انبیاء کا پیرو ہونے کی حیثیت سے دعوتِ حق کے کام کے متعلق یہ سمجھے کہ:

IT DEPENDS UPON ME!

آپ حضرات باہر کے کام کے پروگرام خود بنائیں ۔ گھروں کے اندر ایک مختصر پروگرام دس منٹ کا رکھیں ۔ قرآن، حدیث، سیرت، صحابہ، تاریخ اسلام، تازہ احوال۔ ان چیزوں سے دو دو موضوعات ایک دن لیں ۔

خواتین کا اجتماع الگ ہو، بچوں کا الگ ۔

بچوں سے سالانہ یا ششماہی بڑے اجتماعات میں کسی قرآنی موضوع، کسی دینی شخصیت، عالم اسلام کی کسی تحریک وغیرہ پر اردو میں مضامین لکھوا کر مقابلہ کروایا جائے اور انعامات، ایوارڈز یا نشاناتِ اعزاز دیے جائیں ۔

اُردو نظمیں (خاص خاص) اور نعتیں یاد کرائی جائیں ۔

مقامی طور پر ہفتے میں ایک بار بچوں کے لیے (Quiz) پروگرام سادہ اور آسان سے رکھے جائیں ۔ اس کے لیے کوئی چھوٹی سی کتاب (بلکہ پمفلٹ) معین کر دیا جائے کہ اس کے متعلق سوالات کیے جائیں گے ۔

مزید تدبیریں آپ خود سوچ سکتے ہیں ۔

اپنے تحفظ کی مساعی اس کے بغیر کامیاب ہو ہی نہیں سکتیں کہ آپ مقامی آبادی کے لوگوں میں دعوت کو پھیلانے کے راستے نکالیں ۔ اس کے لیے چھوٹے چھوٹے چار ورق کے پمفلٹ جاذب توجہ عنوانات کے ساتھ پیش کریں ۔ ریڈیو سے موقع ملے تو اپنی بات پہنچائیں ۔ کوشش یہ کریں کہ زیادہ ذہین طبقوں تک آپ کی رسائی ہو ۔ پھر مقامی نومسلم آپ کے ساتھ ہو کر کام کریں ۔

آخر میں میری دعا ہے کہ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو ۔